ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.5 No.2 2022

مرزاابن حنیف کی تصنیف ''مصر کا قدیم ادب'' جلد دوم کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ

A RESEARCH AND CRITICAL STUDY OF MIRZA IBN HANIF'S BOOK "ANCIENT LITERATURE OF EGYPT" VOLUME II

Muhammad Imran
M.Phil.scholar, Department of Urdu, Institute of southern Punjab, Multan
muhammadimran3706790@gmail.com
Rafia Malik
Visiting Lecturer, Department of Urdu, NCBA&E Multan
rafiamalik7151@gmail.com
Aisha Ghazala
M.Phil.scholar, Department of Urdu, Institute of southern Punjab, Multan
ayeshaghazala007@gmail.com

ABSTRACT

Summary of the Ancient literature of Egypt vol.2 Mirza Ibn Hanif's Ancient Egyptian civilization and its literature is a good example of his love for the people. In this, Mirza sahib has described the religious literature of the Egyptians in the term of creativity and writing and also determined its orthodoxy. They have also determined its antiquity. They have divided the Ancient Egyptian literature into two parts. One of which is Azai literature and the other is called hymns, mythological, dramas and others. In addition to this, other beliefs and ideas. The creation of the universe, life after death, the darkness of the sun, the world of darkness, paradise or captivity (Osiris), the kingdom of the god, the account of the, hereafter, the soul, the soul, the sun, the sky of pharaoh and the ideas of pharaoh's heavenly life have been discussed.

Keywords: مصر، قدیم ادب، اساطیر، مرزاابن حنیف

ادب کا مفہوم بہت وسیع اور واضح ہے۔ جس میں انسان کی تمام تر ترقیاں آجاتیں ہیں۔ کسی بھی قوم کے ادب کو جاننے، پرکھنے اور تجزیہ کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ اس قوم کے علوم و فنون، آرٹس، تہذیب و تمدن اور معاشرت کو جانا جائے۔ دنیا کی قدیم ترین تہذیبوں میں سومیری، مصری، دریائے سندھ اور دیگر تہذیبیں نمایاں ہیں۔ جیسے جیسے ان تہذیبوں کی بنیاد پڑی تو ادب کی تخلیق اور تحریر کی ضرورت پیش آئی۔ ان تمام تہذیبوں میں قدیم مصری تہذیب اپنے آثار قدیمہ، اساطیر اور قدیم ادب کی بدولت شاندار ماضی رکھتی ہے۔ یہی آثار قدیمہ، اساطیر اور قدیم ادب مصری تہذیب کی تاریخ کا اہم ورثہ ہے۔ اس کے متعلق محمد اسحق صدیقی لکھتے ہیں کہ

''مصر کے آثار قدیمہ اس کے شاندار ماضی کے گواہ ہیں۔ہزاروں سال
پرانے اہرام، منادر اور محلوں کی دیواریں ایک خوشنما تصویریں خط سے
مزّین ہیں۔انہیں میں مصر کی تاریخ پنہاں ہے۔''(۱)

ان تمام تہذیبوں اور ان کے ادب، آثار قدیمہ اور اساطیر شناسی کے لیے جن شخصیات کے نام اہمیت رکھتے ہیں ان میں ایک معتبر نام مرزا ابن حنیف کا ہے۔ مرزا ابنِ حنیف ۳۰ دسمبر ۱۹۳۰ء کو بھارتی ریاست جیند کے قصبہ دجانہ میں پیدا ہوئے اور ۷۴ برس کی عمر میں ۲۹ جولائی ۲۰۰۴ء کو ملتان میں فوت ہوئے۔ مرزا صاحب ایک نامور صحافی، ممتاز ماہر آثارِ قدیمہ، معروف تاریخ دان، محقق اور دانشور ہونے کے ساتھ ساتھ اساطیر شناس بھی تھے۔ مرزا صاحب ملتان کی ان شخصیات میں سے ایک تھے جنکی وجہ سے ملتان کے عزّت و افتخار میں اضافہ ہوا۔ خاص طور پر جب مصری ادب اور تہذیب کا نام آتا ہے تو جس قدر مرزا ابن حنیف نے اس پر ادب لکھا ہے کسی اور شخص نے نہیں لکھا۔ مرزا صاحب نے مصریوں کے قدیم ادب کی بہت سی اقسام کو اپنی تصانیف میں بیان کیا ہے۔ مصر کا قدیم ادب (جلد دوم) میں انہوں نے خاص کر مصریوں کے صرف مذہبی ادب کو بیان کیا اور اسکی تخلیقی و تحریری قدامت کو لکھا ہے۔ اگر ہم نے قدیم مصریوں کے ادب کی تخلیقی و تحریری قدامت کو جاننا ہے تو ہمیں مرزا صاحب کی

تصانیف سے استفادہ کرنا پڑے گا۔ انہوں نے اس جلد میں سب سے پہلے مصریوں کے مذہبی ادب کو شامل گفتگو کیا ہے۔ اس ادب کی تخلیقی و تحریری قدامت کے متعلق مرزا ابن حنیف لکھتے ہیں کہ

''قدیم مصریوں نے مذہبی ادب بہت زیادہ تخلیق کیا ہے۔ اب تک
جتنا بھی ادب دستیاب ہو سکا ہے اس کا تین چوتھائی بلکہ اس سے زیادہ
مذہبی ہے باقی غیر مذہبی۔ اسی سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کی اس ملک
میں چھ ہزار سال کے دوران کس قدر بے پناہ مذہبی ادب تخلیق اور
پھر لکھا بھی گیا ہوگا۔ یہاں مصریوں کا ہر طرح کا اکثر و بیشتر ادب
منتخب کر کے شامل کیا گیا ہے جو تقریبا ۶۰۰۰ برس پہلے سے لیکر
۲۰۰۰ برس پہلے تک تخلیق ہوتا رہا۔''(۲)

مرزا صاحب نے (مصر کا قدیم ادب) جلد دوم میں سب سے پہلے مذہبی ادب کو بیان کیا ہے۔ اس کے بعد مذہبی ادب کی اقسام بتائیں ہیں۔ ان کے بقول قدیم مصری ادب کی دو اقسام ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ عزّائی ادب

۲۔ دوسرا ادب حمدوں، مناجاتوں، ڈراموں، اساطیر اور دیگر اصناف پر مشتمل ہے۔

عزّائی ادب کو مزّید تین قسموں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ جو مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ ہرمی ادب

۲۔ تابوتی ادب

۳۔ کتاب الاموات

مذہبی ادب میں ہرمی اور کتاب الاموات کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے اور تیسرا مجموعہ جو تابوتی ادب پر مشتمل ہے اس کو سرسری بیان کیا گیا ہے۔ اس کے بعد اہم ترین حمدوں کا بیان ہوا

ہے جن میں دیوی دیوتاوں کے علاوہ اہم شخصیات ''فتاج شہی اور مار شاہی'' کی حمدیں بھی شامل ہیں۔اس جلد میں سب سے اہم ترین حمدیں شامل [illegible] تاریخِ عالم کی مشہور حمد ''فرعون اخناتون کی اپنے معبود آتن کی شان'' میں ہے۔جو کہ فطری شاعری کا ایک سب سے پہلا اور عظیم نمونہ سمجھی جاتی ہے۔دوسرے نمبر پر جو حمدیں شامل ہیں ان میں صبح کی آریائی دیوی اوشا(اوشاس) کی شان میں رگ وید میں شامل حسین ودلکش حمدیں ہیں جو کہ قدیم مصری مذہبی شاعری کی زبردست مثال کہی جاسکتی ہیں۔البتہ ان کی تخلیقی وتحریری قدامت کی اگر بات کی جائے تو یہ فرعون اخناتون کی آتن کی شان میں کہی گئی حمد سے کافی بعد کی تخلیق وتحریر ہیں۔اس کے بعد مختلف عقائد و نظریات بیان ہوئے ہیں جن میں تخلیقِ کائنات، فطرت، سورج کا سفر ظلمات، عالم ظلمات، حساب آخرت، اَسرار اور زیر س کی مملکت، سفینہ آفتاب، روح، ہم زاد(کا)، فرعون اور فرعون کی آسمانی زندگی کے متعلق نظریات شامل ہیں۔

مرزا ابن حنیف کے بقول ہرمی ادب مذہبی ادب میں سب سے زیادہ قدیم ہے۔جو کہ فراعنہ کے چھٹے خاندان کی بیگمات کے مقبروں سے کندہ کیا ہوا ملا ہے۔یہ مقبرے ۱۹۲۰ء "نے دریافت کیے تھے۔اس ادب کی قدامت ۲۰۰۰ برس سے لے کر ۴۲۵۰ برس پہلے کی "GASTAVE JEQUIER سے ۱۹۳۵ء کت درمیان ماہر فرانسیسی ہے۔لیکن یہ ادب جن مقبروں سے تحریری صورت میں دریافت ہوا ہے اس کا اس دور کے ساتھ کوئی تعلق واضح نہیں ہوتا بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے یہ بہت پہلے کی تخلیق ہو۔اس کی نوعیت بنیادی طور پر رسوماتی، مذہبی، تدفینی، منتروں، دعاؤں، التجاؤں، خطابوں اور اساطیر وغیرہ پر مشتمل ہے۔جہاں تک ہرمی ادب کی تحریری قدامت کا سوال ہے تو یہ یقینی طور پر نہیں کہا جاسکتا کہ یہ ادب پہلی بار کب اور کس مقصد کے تحت لکھا گیا۔ہاں البتہ جس صورت میں یہ ادب دریافت ہوا ہے یہ چھٹے فراعنہ کے دورِ حکومت میں ۲۳۴۵ قبل مسیح سے لیکر ۲۱۸۱ قبل مسیح تک یعنی اب سے ساڑھے چار ہزار تین سو برس قبل سے لیکر چار ہزار پونے دو سو برس

قبل تک تقریباً ۱۶۴ برس مقبروں میں کندہ کیا جاتا رہا ہے۔

مرزا صاحب کے نزدیک اس ادب کے کچھ حصے یقیناً فراعنہ کے پہلے خاندان سے (۲۸۹۰/۳۱۰۰) قبل مسیح سے صدہا برس پہلے کے ہیں۔اس ادب کی قدامت کے متعلق جے آر رائے اپنی کتاب "توت عنخ آمون اور قدیم مصر" میں لکھتے ہیں کہ

> ''گزشتہ سو سال کی تاریخی تحقیقات سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ وادیٔ نیل سے جو آثار برآمد ہوئے ہیں وہ دنیا میں سب سے پرانے ہیں۔سب سے پرانی تحریریں اسی سر زمین سے دستیاب ہوئیں ہیں۔''(۳)

اگر ہم قدیم مصری ادبی تاریخ کا بغور جائزہ لیں تو قبل از تاریخی دور (۳۱۰۰/۵۰۰۰) قبل مسیح مصری ادب دریافت نہ ہو سکا اور شاید آنے والے وقت میں بھی نہ ہو سکے۔کیونکہ اس دور میں مصری تاریخ میں تاریخ میں تحریر کے لیے کوئی رسم الخط ایجاد نہ ہوا تھا۔اس لیے ادب کو

تحریر کرنے کی بجائے سینہ بہ سینہ ہی منتقل کیا جارہا تھا۔تنویر جہاں نے ول ڈیورانٹ کی کتاب کا ترجمہ کیا ہے جو کہ انسانی تہذیب کا ارتقاء کے نام سے شائع ہوا ہے۔اس میں وہ اس ادب کو تحریر میں نہ لانے کی ایک وجہ بیان کرتے ہیں کہ

> ''ایک مصری اسطورہ کے مطابق جب دیوتا ٹوتھ نے اپنی تحریر کا انکشاف بادشاہ ٹامس کے سامنے کیا تو اس بھلے بادشاہ نے اسے تہذیب کا دشمن اور ملعون قرار دیا۔بادشاہ نے احتجاج کیا کہ بچے اور جوان جو اپنے پڑھے ہوئے کو یادداشتوں میں محفوظ رکھتے ہیں تحریر کے ذریعے خود پر انحصار کرنا اور اپنی یادوں سے کام لینا چھوڑ دیں گے۔''(۴)

مصر کی تاریخ میں پہلی مرتبہ باقاعدہ تحریر پہلے دورِ زوال کے آخر میں اور وسطی بادشاہت (۲۱۳۳/۱۷۸۶) قبل مسیح کے دور میں لکھی گئی۔البتہ اس سے قبل مصر کی ادبی تاریخ میں جو بھی ادب (مذہبی، غیر مذہبی، ہرمی اور حکیمانہ ادب وغیرہ) تخلیق ہوتا رہا وہ پیپرسوں، دیواروں، پتھروں یا سلوں پر تحریر نہ ہو سکا اور صرف سینہ بہ سینہ ہی منتقل

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

ہوا۔اس دور میں اکثریت غیر متمدن تعلیم تھی۔سادہ قوموں نت اس وقت تک طرزِ تحریر ایجاد نہ کیا جب تک ان کے تعلقات دوسری قوموں سے تجارتی اور لین دین کے معاملات نہ ہونے کی وجہ سے تحریر کی ضرورت ہی پیش نہ آتی تھی۔ان کی یادداشتیں ویسے ہی کافی مضبوط تھیں جس چیز کی انہیں ضرورت ہوتی اسے وہ اپنے ذہنوں میں ہی محفوظ کر لیتے۔زیادہ عمر کے لوگ تاریخی ورثے،لوک کہانیوں اور مذہبی ادب اپنے بچوں کو زبانی یاد کروادیتے تھے۔شروع شروع میں تحریر کی مخالفت کرنے میں ایک بڑی وجہ یہ بھی تھی۔مرزا صاحب کے نزدیک قدیم مصری ادب قدامت کے لحاظ سے پہلے اور دوسرے خاندانِ فراعنہ کے عہد میں تحریر کیا گیا جس کا رسم الخط ہیرو گلیفی تھا۔وہ لکھتے ہیں کہ

> ''تحریری ثبوت نہ ہونے کی وجہ سے حتمی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ ہیرو گلیفی (تصویری) رسم الخط کی ایجاد سے قبل بھی آج سے کوئی سوا پانچ،ساڑھے پانچ اور چھے ہزار پیشتر قبل از تاریخی دور کے مصر میں لٹریچر کن مراحل سے گزرتا رہا۔اور کونسی اساطیر،اساطیری کہانیاں،لوک کہانیاں،مواعظ،مناجاتیں اور دوسری مذہبی رسوماتی اور غیر مذہبی نظمیں تخلیق ہو چکی تھیں۔''(۵)

ایک بات تو واضح ہے کہ مصر میں رسم الخط کی ایجاد سے پہلے ادب صرف سینہ بہ سینہ ہی منتقل ہوتا رہا جس کی وجہ سے تحریر کی ضرورت محسوس نہ ہوئی۔یہ ادب مختلف نوعیتوں پر مشتمل ہے جس میں تدفینی رسومات،اساطیر،منتر،حمدیں،دعائیں،شاعری اور دیوی دیوتاؤں کو مخاطب کرنے کے القاب وغیرہ شامل ہیں۔اگر ہم لوگ ہرمی ادب کو اس کی نوعیت کے لحاظ سے دیکھیں تو اس میں چھے مختلف قسم کے موضوعات در آتے ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ عزّائی رسوم اور مقبروں میں چڑھائے جانے والے نذرانوں سے متعلق

۲۔ منتر (افسوں)

۳۔ پوجا پاٹھ کی انتہائی قدیم رسمیں

۴۔ قدیم مذہبی حمدیں،مناجاتیں وغیرہ

۵۔ قدیم اساطیری کہانیوں کے اجزاء

۶۔ متوفی فرعون کی طرف سے دعائیں اور معروضات (خطابیے)

اس دور میں جو حمدیں اور دیگر تخلیقات لکھیں گئیں اگر ان کا اسلوب دیکھا جائے تو بہت ہی دلکش اور نمایاں ہے جو کہ اپنے اندر فطرت کو سموئے ہوئے ہے۔اس دور کی شاعری میں موزونیت اور وزن ہے جو کہ باقاعدہ تشکیل یا منصوبہ بندی سے کیا گیا ہے۔عبارتوں میں رعایتِ لفظی (ایہام) اور تکرار موجود ہے۔اس کے علاوہ سر حرفیت،ترجیع (ٹیپ)،اشاریت،غنائیت،استعارے،کنائے،تشبیہات اور اعلیٰ تخیّلی پیکر جیسی خصوصیات شامل ہیں۔اس میں موجود تکرار کی ایک مثال ملاحظہ کریں

''میں تیرے پاس آیا ہوں،
کہ میں تجھے پاک کروں،
کہ تجھے صاف کروں،
کہ میں تجھے دوبارہ زندہ کروں،
کہ میں تیرے لیے تیری ہڈیاں جوڑوں

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.5 No.2 2022

کہ میں تیرے لیے تیرا گوشت جمع کروں،

کہ میں تیرے لیے بریدہ اعضاء اکٹھے کروں۔"(۶)

ہرمی ادب میں تکرار، رعایت لفظی اور دیگر خوبیوں کے ساتھ ساتھ غنایئت کا نمایا عنصر بھی موجود ہے۔ یہاں پر فرعون کے خیر مقدم کرتے ہوئے غنائیت کی ایک عمدہ مثال دیکھیں

"توزندہ ہے، توزندہ ہے،

توآسودہ خاطر ہے، توآسودہ خاطر ہے،

چلتے ہوئے توزندگی برساتا ہے،

توزندہ ہے؟"(۷)

مرزاابن حنیف نے اس جلد میں ہرمی ادب کے بعد تابوتی ادب (COFFIN LITRATURE) کو بیان کیا ہے۔ یہ ادب چونکہ مقبروں کے اندر موجود بڑے بڑے چوبی پتھروں، تابوتوں کی اندرونی اور بیرونی سطح پر لکھا گیا ہے۔ جس

کی بنا پر اسے تابوتی ادب کہا جانے لگا۔ تابوتی ادب کی تخلیقی قدامت تقریبا ۵۵۰۰ برس ہے جبکہ اس کی تحریری قدامت ۴۱۰۰ برس تک ہے۔ یوں یہ ادب تقریبا تین سو برس تک ضبطِ تحریر ہوتا رہا ہے۔ اس ادب میں مختلف اصنافِ ادب ہیں جو کہ منتر، مذہبی رسومات، اساطیر اور مندروں میں ادا کی جانے والی رسموں پر مشتمل ہیں۔ اس کی بہترین مثال اِما مو کے سنگین تابوت اور البرشہ کے مقام پر پائے جانے والے چوبی اور سنگین تابوتوں پر لکھا گیا ادب ہے۔ مرزا صاحب کے نزدیک تابوتی ادب ہرمی ادب کے مقابلے میں اونچے طبقے کے لوگوں، امراء، شرفاء، سرداروں اور بادشاہت کے دیگر عہدے داروں کے لیے مخصوص تھا۔ اسی کے متعلق انٹرنیٹ کی ویکیپیڈیا ویب سائٹ پر کچھ اس طرح سے لکھا ہوا ہے۔

"Some of the best known pieces of ancient Egyptian literature such as the pyramid and coffin texts, were written in classical Egyptian, which continued to be the language of writing until about 1300 B.C. Late Egyptian was spoken from the new kingdom onward and is represented in ramesside administrative documents, love poetry and tales, as in Demotic and Coptic texts."(8)

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.5 No.2 2022

مذہبی عزّائی ادب کی تیسری قسم کتاب الاموات ہے۔اس ادب کا بیشتر حصہ جدید شہنشاہی دور اور دور متاخر میں لکھا گیا۔یہ ادب فراعنہ کے آغازِ حکومت ۳۱۰۰ قبل مسیح یعنی ۵۰۰۰ برس پہلے اس کی تحریر ہوئی۔اس ادب کے متعلق بہت سارے مصنفین نے کام کیا ہے جن میں ''سر ولیس بج''اہم شخصیت ہیں۔کتاب الاموات میں تخلیق کائنات،حیات بعد الموت،عالم ظلمات،جنت کے متعلق،آخرت کے متعلق،روح،جسم اور مرنے کے بعد والی زندگی یعنی آسمانی زندگی کے متعلق مختلف نظریات بیان کیے گئے ہیں۔اس ادب کو یورپ میں مختلف ناموں کے ساتھ لکھا گیا ہے مثلا

انگریزی میں اسے THE BOOK THE DEAD

جرمنی میں DAS TODTENBUCH اور DIS AIGYPTISCHE TODTEWBUCH

فرانسیسی میں RITUEL FUNERAIRE اور RITUEL FUNERAIRE

اطالوی میں IL LIBRO FUNERALI اور DEGLI ANTICHEGIZIANI کا نام دیا گیا ہے اور

اردو میں اسے کتاب الاموات یا مردوں کی کتاب کہا گیا ہے۔

ہرمی،تابوتی اور کتاب الاموات کے ادب کی تخلیقی و تحریری قدامت،اسکی نوعیت دلکش اسلوب اور دیگر خوبیاں بیان کرنے کے بعد پھر مصری قوم کے تخلیق کائنات اور اہم نظریات و عقائد کو بیان کیا گیا ہے۔مصری ادب کے دوسرے ادبوں سے ممتاز ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس سے مصریوں کے ہزاروں سال پہلے کے نظریات و عقائد،تصورات اور افکار پر روشنی پڑتی ہے جو کہ مذہبی نقطۂ نظر سے تھے۔دراصل یہی تصورات،افکار اور عقائد،نظریات مصریوں کی تاریخ کے علاوہ قدیم ادبیات عالم میں بھی اہمیت رکھتے ہیں۔ان کے قدیم مصری عقائد و نظریات،افکار اور ادبیات عالم میں بھی اہمیت رکھتے ہیں۔ان کے قدیم مصری عقائد و نظریات،افکار اور تصورات سے جن موضوعات پر روشنی پڑتی ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ سورج دیوتا کا سفرِ ظلمات یا سفر شب

۲۔ تکوین (تخلیق کائنات)

۳۔ عالم ظلمات (دوسری دنیا)

۴۔ حیات بعد الممات

۵۔ جنت اُسر (اوزیرس) دیوتا کی مملکت

۶۔ حسابِ آخرت

قدیم مصریوں کے یہی تکوین (تخلیقِ کائنات) کے عقائد دنیا کی مختلف تہذیبوں کے تخلیق کائنات،حیات بعد الموت،عالم ظلمات،حسابِ آخرت اور جزا و سزا کے نظریات پر اثر انداز ہوئے اس لیے انہیں عالمی شہرت حاصل ہے۔تکوینی نظریات (تخلیق کائنات) کے متعلق ''اسفارِ مصر''میں شامل ایک نظم کے چند اشعار دیکھیں

''یہ سب تیری تخلیقیں ہیں

چلنے والے انسان اور حیوان زمین پر

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

اور ہوا میں اڑنے والے

یہ سب تیری تخلیقیں ہیں

شام کے اونچے کہساروں میں

مصر کے لمبے میدانوں میں

تو نے سب کو بس رکھا ہے

تو نے سب کو جلا رکھا ہے۔"(۹)

قدیم مصری تاریخ پرانی تہذیبوں میں سب سے زیادہ عجائبات کی مالک ہے۔اور کوئی بھی تہذیب اس کے مقابلے میں قدیم ادب، تہذیب و ثقافت اور دیگر فنون نہیں رکھتی۔اس کے متعلق یاسر جواد "دنیا کی قدیم ترین تاریخ" میں لکھتے ہیں جو کہ ہیروڈوٹس کی ۴۵۰ قبل مسیح لکھی ہوئی کتاب کا ترجمہ ہے۔

"اور کوئی ملک اتنے زیادہ عجائبات کا مالک نہیں، نہ ہی کسی
ملک میں اس قدر بے شمار فن پارے ہیں۔نہ صرف اس کی
آب و ہوا باقی دنیا سے مختلف اور دریا دوسرے دریاؤں کے
برخلاف ہیں بلکہ لوگوں کے زیادہ تر آداب ع روایات بھی
نوع انسانی کے عمومی رجحان کے الٹ ہیں۔"(۱۰)

اس کے بعد مذہبی ادب کی دوسری قسم حمدوں، مناجاتوں، ڈراموں اور دوسری اصناف پر مشتمل ادب کو بیان کیا ہے۔حمدوں میں انہوں نے فرعون اخناتون کی اپنے معبود آتن کی شان میں، دریائے نیل کی حمد، خنم دیوتا اور دیگر حمدیں شامل کیں ہیں۔اگر ان حمدوں کی قدامت کا تعین کیا جائے تو سوا چار ہزار برس پہلے کی تخلیق ہیں۔اس سے پہلے بھی حمدیں تخلیق ہوتیں رہیں ہیں اور یقیناً ہوتی رہیں ہونگی لیکن زمانے کی گردشوں اور حالات کی سنگینیوں کا مقابلہ کرنے سے قاصر رہیں جو دریافت نہ ہو سکیں۔مرزا ابنِ حنیف نے ان حمدوں میں مختلف دیوی دیوتاؤں کی شان میں، تخت نشینی اور تاج پوشی کے لیے لکھی گئیں حمدوں کو شامل کیا۔دریائے نیل کے متعلق لکھی گئی حمد کو دیکھیں۔

"نیل کی تعظیم

خوش آمدید، اے نیل!

تو دھرتی سے پھوٹتا ہے،

اور مصر کو زندگی بخشنے کے لیے آتا ہے،

اپنی ظاہری صورت میں مخفی،

جیسے دن کے وقت اندھیرا۔"(۱۱)

اس حمد میں دریائے نیل کی شان و شوکت اور عظمت کا بیان ہوا ہے۔اور بتایا گیا ہے کہ یہ دریا جو کہ مصر کو خوراک بہم پہچانے کے لیے آتا ہے۔سکی فطرت ایسے پوشیدہ/مخفی ہے جیسے دن کے وقت تاریکی چھائی ہوئی ہو۔اس کے مخفی ہونے کی ایک وجہ یہ تھی کہ مصریوں نے نیل کا کوئی مجسمہ نہیں بنایا اور نہ ہی اس کے مخفی ہونے کے لیے اس کی سارا سال پوجا

Vol.5 No.2 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

کرتے تھے۔اس لیے اسے مخفی و پوشیدہ ہونے سے تشبیہ دی گئی ہے۔دریائے نیل کی شان و شوکت اور تعظیم کے متعلق مصر کی ایک اردو سے لگاؤ رکھنے والی شاعرہ پروفیسر ڈاکٹر ولاء الجمال العسیلی نے اپنی نظم میں کچھ اسطرح بیان کیا ہے۔

''عمر بھر وہ بھول پاتا ہی نہیں ذائقہ
جو کوئی پیتا ہے میٹھا پانی دریائے نیل کا
غور سے دیکھیں تو یہ لگتا ہے اکثر دوستو
آسمان پر چڑھ رہا ہے نیلا سایہ نیل کا
عشق، تنہائی، خوشی اور غم کے ان لمحات میں
قاہرہ والوں کو ملتا ہے سہارا نیل کا
اسکی موجیں خون بن کر دوڑتی ہیں جسم میں
ان رگوں میں موجزن ہے قطرہ قطرہ نیل کا''(۱۲)

دریائے نیل کی عظمت،اہمیت اور شان و شوکت کو بہت سے ادیبوں، مصنفوں اور شاعروں نے اپنے اپنے انداز میں بیان کیا ہے۔''تاریخ فتوح مصر و مغرب'' میں ابن عبد الحکیم لکھتے ہیں کہ

''عثمان بن صالح ابن الھیہ کے واسطے سے واھب بن عبداللہ المعافری سے اور وہ حضرت عمرو بن عاص سے بیان کرتے ہیں کہ دریائے نیل سب دریاؤں کا سردار ہے۔رب تعالی نے مشرق اور مغرب کے درمیان کے سب دریا اس کے آگے مسخّر کردیئے ہیں۔رب تعالی کا ارادہ جب اسے جاری کرنے کا ہوتا ہے تو ہر دریا کو حکم دیتا ہے کہ اس نیل کی مدد کرے۔''(۱۳)

دریائے نیل قدیم مصریوں کے نزدیک مقدس دریا کا درجہ رکھتا تھا جو کہ سب سے زیادہ لمبائی کا حامل دریا ہے۔قدیم مصری لوگ دریائے نیل کو مختلف ناموں کے ساتھ پکارتے تھے جن م یں اِترا،ایوما،ہاپی،آریا اور ایوترا وغیرہ قابل ذکر نام ہیں۔دریائے نیل کو مصریوں کا مقدس دریا ہونے کے ساتھ ساتھ مختلف زبانوں کے ادبوں میں تاریخی و تلمیحاتی حیثیت حاصل ہے۔اس کے متعلق عالیہ مجید ''اسفارِ مصر'' میں رقمطراز ہیں کہ

''سرزمین مصر اپنی تاریخ کے اعتبار سے ہمیشہ

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.5 No.2 2022

نہایت اہمیت کی رہی ہے۔اسلامی اور قرآنی تاریخ
کے لحاظ سے وادئ سینہ، مصر کا بازار، قصہ یوسف
زلیخا، کوہ طور پر حضرت موسیٰ اور اللہ تعالی کی

ہمکلامی، حضرت موسیٰ اور فرعون کی کش مکش
ارو دریائے نیل نہ صرف معتبر حوالے ہیں بلکہ
عربی، فارسی اور اردو ادب میں بھی ان کی حیثیت
ہمیشہ تاریخی و تلمیحاتی رہی ہے۔"(۱۴)

دریائے نیل کی حمد کے بعد ایک بہت اہم اور قابل ذکر حمد فرعون اخناتون کی آتن کی شان میں کہی گئی حمد ہے۔اخناتون فراعنہ کے اٹھارہویں خاندان کا دسواں فرعون تھا۔یہ واحد فرعون تھا کہ جس کی شخصیت پورے مصر میں متنازعہ اور پُر اسرار تھی۔یہ ایک فرعون سے زیادہ مصلح اور فلسفی تھا۔جس نے مصر کی دفاعی حالت بہتر بنانے کی بجائے اسکی مذہبی حالت کو بہتر کیا۔اس دور میں کہ جب مصری لوگ بہت سے بتوں اور جانوروں کی پوجا پاٹ کرتے تھے۔اس نے تمام بتوں اور جانوروں کی پوجا پاٹ ختم کر کے خالقِ واحد کی عبادت کرنے کا حکم دیا۔جس کی وجہ سے اس کے عبرانی غلام اور مصری لوگ اسے بے دین، ملحد اور قابل نفرت فرعون خیال کرنے لگے۔

مرزا ابن حنیف نے "مصر کا قدیم ادب" جلد دوم میں فرعون اخناتون کے متعلق دنیا کی مختلف شخصیات، لٹریچر، مذہب اور تاریخِ انسانی کا مطالعہ کرنے والے ماہرین کی آراء کو لکھا ہے۔جن میں آرتھر وویگل، ہال، سر ویلس بج، الیگزنڈر مورٹ، سر فلنڈرس پیٹری، جیمز نیکی، سر ایلس گارڈنز، ہینڈ بری، سینڈروف ارو شیلے، جان اے ولن، ایمل لڈوگ اور فریڈ کلید بری ستون، برے ٹن جیسی شخصیات قابل ذکر ہے۔آتن کی شان میں لکھی گئی اس حمد کے متن میں ابتدائیہ اخناتون کے سپہ سالار اور وزیر "آئی" کا لکھا ہوا ہے۔پھر اس کے بعد اصل متن شروع ہوتا ہے جو کہ فرعون اخناتون کی اپنی تخلیق ہے۔اس حمد کے چند اشعار ملاحظہ کریں۔

"آسمان کے افق پر تیرا طلوع دلفریب ہے

اے زندہ آتن، زندگی کے خالق!

جب تو مشرقی افق پر چمکتا ہے،

تو ہر ملک کو اپنے حسن سے معمور کر دیتا ہے،

کیونکہ تو ہر ملک کے اوپر

دلکش، عظیم اور ضیاء بار ہے۔"(۱۵)

آتن کی شان میں فرعون اخناتون نے اس حمد کے علاوہ ایک مختصر حمد بھی لکھی ہے جو شامل کتاب ہے۔اس حمد کی ایک صحیح اور قابل اعتماد نقل قصرِ شاہی کے نگران "اپی" کے مقبرے سے دریافت ہوئی ہے۔پہلی حمد کی طرح یہ بھی بڑی دلکش اور جاذبیت سموئے ہوئے ہے۔آتن کی شان میں لکھی گئی اس حمد کو مختلف مصنفوں نے اپنے اپنے انداز میں بیان کیا ہے۔

قدیم مصری مذہبی ادب میں حمدوں کے علاوہ دیگر اصناف بھی تخلیق ہوئیں اور یقیناً ضبطِ تحریر بھی ہوئیں۔بہت سی نظمیں بھی لکھیں گئیں جو کہ دریافت بھی ہو چکی ہیں۔جیسا کہ آتن کا جلال، رات، دن اور انسان، دن اور پانی، دن اور حیوان و نباتات، انسان کی پیدائش، حیوان کی پیدائش، دنیا کی پیدائش اور دریائے نیل وغیرہ۔آتن کا جلال نظم کے ترجمے کو

انجنیئر محمد فرقان سنبھلی نے ''مصرِ قدیم'' میں کچھ اس انداز سے بیان کیا ہے۔اس کے چند اشعار دیکھیں۔

''کیا دلفریب ہے تیرا ظہور افق آسمان میں

اے روپہلے طباق! اے سرچشمۂ حیات

ہر صبح ہم تجھے آسمان کے پورب میں دیکھتے ہیں

تو پوری زمین اپنے حسن سے معمور کر دیتا ہے

تیری شعاعیں تمام زمینوں کو دامن میں لیے ہوئے
ہیں

اور تو نے ہی ان پر انسان کو آباد کیا ہے۔''(۱۶)

آتن کی مختصر حمد کو بھی مرزا صاحب نے اس جلد میں بیان کیا ہے۔ان کے نزدیک اس کی تخلیقی قدامت ۳۳۶۰ برس اور تحریری قدامت بھی ۳۳۶۰ برس ہے۔آتن کی شان میں یہ مختصر لکھی گئی نظم اخناتون کے جن پانچ اہم درباریوں یا عہدے داروں کے مقبروں کی دیواروں پر کندہ کی ہوئی دریافت ہوئی ہے ان میں اَپی،اَنی،مری را،ماحُو اور تُوتُو(دُودُو) کے نام شامل ہیں۔ان پانچوں عہدے داروں کے مقبروں سے ملنے والی حمد کے نسخے تقریباً ملتے جلتے ہیں جس سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ سب ایک ہی نظم سے موخوذ ہیں۔اخناتون کی لکھی گئی حمد اسکے اپنے نظریات اور تخلیق کا نتیجہ ہے جنہیں اسکے درباری منشیوں نے مرتب کر دیا تھا۔اخناتون کی آتن کی شان میں لکھی ہوئی یہ مختصر حمد بھی بہت دلکش اور خوبیوں کی حامل ہے۔ہاں البتہ اسطرح کی کوئی اور حمد ابھی تک دریافت نہیں ہو سکی۔فرعون اخناتون کی آتن کی شان میں لکھی گئی مختصر حمد کو مختلف مصنفین نے اپنے مخصوص انداز میں لکھا ہے۔اس حمد کے چند اشعار کا نمونہ دیکھیں۔

''تو دلکش کے ساتھ طلوع ہوتا ہے اے زندہ
آتن،ابدی بادشاہ

تو ضیاء بار ہے،خوبصورت اور،طاقت ور

تیری محبت عظیم ہے،بے پایاں،

تیری کرنوں سے تمام چہرے دمک اٹھتے
ہیں۔(۱۷)

اس کے بعد کتاب کے آخر میں حَت حَور عظیم دیوی کی حمدیں شامل ہیں۔جن کی تخلیقی قدامت تو معلوم نہیں ہاں البتہ تحریری قدامت تقریباً سوا دو ہزار برس کے لگ بھگ ہیں۔اور اسی کے لحاظ سے انکی تخلیقی قدامت بھی سوا دو ہزار برس سے زیادہ قدیم ہی ہو گی۔اس کے بعد ''خنم دیوتا کی صبح کی حمد'' ہے جو کہ تخلیقی لحاظ سے ۲۲۰۰ برس اور تحریری لحاظ سے ۲۰۰۰ برس قدیم ہے۔یہ حمدیں آنسا کے مقام پر پائے جانے والے مندروں میں کندہ ملیں ہیں جو کہ روحانی اور جوش و جذبے کا تاثر لیے ہوئے ہیں۔شعری ہیت کے لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو یہ ڈھلی اور واضح طور پر پہچانی جاتیں ہیں۔اس حمد کے اکثر بندوں میں ایک لفظ ''جاگ!'' کی تکرار اور ترجیع ملتی ہے۔اسی بنا پر اس حمد کو مصر قدیم کی عام توصیفی حمدوں میں ممتاز اور منفرد خیال کیا جاتا ہے۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.5 No.2 2022

حَت حَور دیوی اور خنم دیوتا کی حمدوں کے بعد ''اِم حوتپ کی شان میں حمد''، لکھی گئی ہے جس کی تخلیقی قدامت ۲۰۰۰ برس اور تحریری قدامت بھی ۲۰۰۰ ہزار برس ہے۔ یہ حمد تھیبس کے مقام پر جس کا موجودہ نام کرناک گاؤں ہے وہاں خالق دیوتا تپاح کے مندر سے چھے کالموں کی صورت میں کندہ دریافت ہوئی ہے۔

حوالہ جات

محمد اسحٰق صدیقی، فن تحریر کی تاریخ، علیگڑھ، انجمن ترقی اردو (ہند) علیگڑھ، ۱۹۶۲ء، ص ۸۲ ۱۔

ابنِ حنیف، مرزا، مصر کا قدیم ادب (جلد دوم) ملتان، بیکن بکس گلگشت، ۱۹۹۲ء، ص پیش لفظ ۲۔

جے آر رائے، قدیم مصر، لاہور، الوقار پبلی کیشنز، ۲۰۰۹، ص مقدمہ ۳۔

تنویر جہاں، انسانی تہذیب کا ارتقاء (ترجمہ)، لاہور، فکشن ہاؤس پبلشرز، ۲۰۱۷ء، ص ۱۲۰ ۴۔

ابنِ حنیف، مرزا، مصر کا قدیم ادب (جلد اوّل) ملتان، بیکن بکس گلگشت، ۱۹۹۲ء، ص ۲۶۰، ۲۶۱ ۵۔

ابنِ حنیف، مرزا، مصر کا قدیم ادب (جلد دوم) ملتان، بیکن بکس گلگشت، ۱۹۹۲ء، ص ۹۶ ۶۔

ایضا، ص ۹۴ ۷۔

http://en.wikipedia.org/w/index.php?title=Ancient_Egypt+&olded=1063898281 ۸۔

عالیہ مجید، اسفار مصر (مرتبہ)، لاہور، فکشن ہاؤس پبلشرز، ۲۰۱۵ء، ص ۵۵ ۹۔

یاسر جواد، دینا کی قدیم ترین تاریخ (ترجمہ)، لاہور، نگارشات پبلشرز، ۲۰۱۹ء، ص ۱۵۳ ۱۰۔

ابنِ حنیف، مرزا، مصر کا قدیم ادب (جلد دوم) ملتان، بیکن بکس گلگشت، ۱۹۹۲ء، ص ۵۵۶ ۱۱۔

ولاء الجمال العسیلی، ڈاکٹر، پروفیسر، اردو پریمی، نئی دہلی (لکھنؤ)، جمعرات ۳۰ دسمبر ۲۲ صفر ۲۰۲۱ء، روزنامہ انقلاب، جلد نمبر ۹، شمارہ نمبر ۲۵۳ ۱۲۔

ابن عبدالحکیم، تاریخ فتوح مصر و مغرب، الہور، علم و عرفان پبلشرز، ستمبر ۲۰۲۲ء، ص ۲۶۴ ۱۳۔

عالیہ مجید، اسفار مصر (مرتبہ)، لاہور، فکشن ہاؤس پبلشرز، ۲۰۱۵ء، ص ۱۳ ۱۴۔

ابنِ حنیف، مرزا، مصر کا قدیم ادب (جلد دوم) ملتان، بیکن بکس گلگشت، ۱۹۹۲ء، ص ۴۰۷ ۱۵۔

محمد فرقان سنبھلی، انجنیئر، مصرِ قدیم، اہلی، اسلامی کتاب گھر گلی مولسری والی، ۲۰۰۲ء، ص ۹۱، ۹۲ ۱۶۔

ابنِ حنیف، مرزا، مصر کا قدیم ادب (جلد دوم) ملتان، بیکن بکس گلگشت، ۱۹۹۲ء، ص ۷۱ ۱۷۔